Center for Management Science Research
ISSN: 3006-5291 3006-5283 Volume 4, Issue 3, 2026

گلوبل وارمنگ کے سدباب میں اسلامی اخلاقیات کا کردار: ایک تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ

Muhammad Qasim [*1], Esha Batool[2], Dr Wajid Ali[3]

[*1,2]M.Phil. Scholar Department of Islamic Studies The Superior University Lahore, Pakistan
[3]Assistant Professor Department of Islamic Studies The Superior University Lahore, Pakistan

[*1]waqarsialvi@gmail.com, [2]eshabatool9070@gmail.com, [3]wajidasadi@gmail.com

DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.21699504

Keywords
Global Warming, Islamic Eco-Theology, Environmental Ethics, Khilafah, Amanah, Israf, Climate Change, Maqasid al-Shariah.

Article History
Received: 01 January 2026
Accepted: 07 March 2026
Published: 30 March 2026

Copyright @Author
Corresponding Author: *
Muhammad Qasim

Abstract

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ

"And cause not corruption upon the earth after its reformation. And invoke Him in fear and aspiration. Indeed, the mercy of Allah is near to the doers of good.[1] "

The escalating crisis of global warming presents an existential threat to the delicate ecological balance of our planet. Modern anthropocentric philosophies have commodified nature, viewing the environment solely as a resource for unchecked economic exploitation. This relentless industrial capitalization has precipitated severe climatic disruptions. The Islamic ethical paradigm offers a profoundly distinct eco-theology, rooted in the metaphysical concepts of Khilafah, Amanah, and Mizan. Nature is not a subjugated entity but a sacred sanctuary where every element exists in a state of continuous divine glorification. We critically analyze the integration of Islamic environmental ethics in mitigating climate change, moving beyond secular environmentalism to a spiritual framework of ecological responsibility. The prohibition of Israf and Tabdheer serves as a direct legislative counter to modern consumerism and carbon-intensive lifestyles. The Prophetic traditions strictly mandate the preservation of flora and fauna, the conservation of water, and the establishment of protected ecological zones. Western utilitarian approaches attempt to solve environmental degradation through mere technological fixes, ignoring the underlying spiritual void. The Islamic jurisprudential principles, specifically the maxim of "La Darar wa La Dirar", provide a robust legal foundation for enacting state-level environmental policies and curbing industrial emissions. True ecological restoration is inextricably linked to spiritual reformation, demanding a paradigm shift from human supremacy over nature to harmonious stewardship under divine guidance.

IEER
Institute for Excellence in Education & Research

تعارف

کائنات کا تخلیقی حسن اور اس کا نظام ایک نہایت ہی باریک، محکم اور حساس توازن پر استوار ہے۔ خالقِ کائنات نے زمین کو اس انداز میں مزین کیا ہے کہ اس کے تمام عناصرِ ترکیبی، جن میں ہوا، پانی، مٹی اور حرارت شامل ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ گہرے نامیاتی ربط میں بندھے ہوئے ہیں۔ کائنات کی ہر شے ایک طے شدہ قانون کے تحت اپنے فرائض سرانجام دے رہی ہے۔ عصرِ حاضر میں نوعِ انسانی کو جس سب سے بڑے، ہولناک اور تباہ کن بحران کا سامنا ہے، وہ ماحولیاتی بگاڑ اور "گلوبل وارمنگ" کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔ کرۂ ارض کے درجہ حرارت میں مسلسل اور غیر معمولی اضافہ، صدیوں پرانے گلیشیئرز کا تیزی سے پگھلنا، بے موسمی بارشیں، تباہ کن سیلاب اور جنگلات کی مہیب آتش زدگی ان مادی اور استحصالی رویوں کا طبعی نتیجہ ہیں جو جدید انسان نے قدرتِ خداوندی کے عطا کردہ وسائل کے ساتھ روا رکھے ہیں۔ انسان نے کائنات کے اس توازن کو اپنی بے پناہ ہوس اور حرص کی بھینٹ چڑھا دیا ہے۔

جدیدیت اور سرمایہ دارانہ نظام کی اندھی دوڑ نے انسان کو کائنات کا مطلق العنان آقا تصور کر لیا ہے۔ اس فلسفے کے تحت فطرت کو ایک ایسی منڈی کی جنس بنا دیا گیا جسے زیادہ سے زیادہ نفع کمانے، معاشی اہداف حاصل کرنے اور صنعتی تسلط قائم کرنے کے لیے بے دردی سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ کا ماحولیاتی فلسفہ، جسے معاصر علمی اصطلاح میں "اسلامی ایکو تھیالوجی" کہا جاتا ہے، اس مادی تصورِ حیات کی مکمل نفی کرتا ہے۔ اسلام انسان کو کائنات کا مالک نہیں مانتا، وہ اسے منشائے الٰہی کے تحت زمین کا "امین" اور "خلیفہ" قرار دیتا ہے۔ اسلامی عقیدے کے مطابق کائنات کی ہر شے، خواہ وہ جمادات ہوں یا نباتات، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تسبیح میں مصروف ہے۔ ان مظاہرِ فطرت کے ساتھ ظالمانہ سلوک براہِ راست خالقِ کائنات کی عطا کردہ امانت میں خیانت کے مترادف ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں گلوبل وارمنگ کے اسباب کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے اس بات کی علمی، سماجی اور فقہی تحلیل پیش کی جائے گی کہ اسلامی اخلاقیات کے بنیادی اصول موجودہ ماحولیاتی بحران کے سدباب کے لیے کس قدر جامع، پائیدار اور روحانی فریم ورک مہیا کرتے ہیں۔

ماحولیاتی بحران کی سنگینی اور مادی فلسفۂ حیات

دورِ حاضر کا ماحولیاتی بحران چند سائنسی یا تکنیکی خامیوں کا نتیجہ نہیں ہے۔ یہ ایک گہرے اخلاقی، سماجی اور روحانی زوال کا مظہر ہے۔ صنعتی انقلاب کے آغاز سے ہی مغربی فکر نے کائنات کو ایک بے جان، مشینی اور بے حس وجود سمجھنا شروع کر دیا تھا۔ مغربی فلسفے کے علمبرداروں نے انسان کی مادی ترقی کو فطرت کی تسخیر کے ساتھ مشروط کر دیا۔ مشہور فرانسیسی فلاسفر رینے ڈیکارٹ اور برطانوی مفکر فرانسس بیکن نے یہ نظریہ پیش کیا کہ انسان کا بنیادی مقصد فطرت کے رازوں کو چھیننا، اسے مسخر کرنا اور اسے اپنے مادی مقاصد کے لیے غلام بنانا ہے۔ اس استحصالی فکر نے انسان کو فطرت کے مقابل لا کھڑا کیا اور کائنات کے ساتھ انسان کا دوستانہ اور روحانی رشتہ منقطع ہو گیا۔

جدید مسلم مفکر سید حسین نصر نے مغربی ماحولیاتی بحران کی جڑوں پر تنقید کرتے ہوئے نہایت بصیرت افروز تجزیہ پیش کیا ہے۔ وہ جدید انسان کی روحانی کیفیت اور ماحولیات کے تعلق کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"The environmental crisis is fundamentally a crisis of values, a spiritual crisis. Modern man has destroyed the harmony of nature because he has destroyed the harmony of his own soul".

"ماحولیاتی بحران بنیادی طور پر اقدار کا بحران ہے، ایک روحانی بحران ہے۔ جدید انسان نے فطرت کے توازن کو اس لیے تباہ کیا ہے کیونکہ اس نے اپنی روح کے توازن کو تباہ کر دیا ہے۔"[2]

قرآنِ مجید نے آج سے چودہ صدیاں قبل اس المیے کی نشاندہی کر دی تھی کہ انسان کے مادی اور استحصالی اعمال زمین اور سمندروں کے توازن کو بگاڑ دیں گے۔ انسان اپنی حرص میں اندھا ہو کر ان وسائل کو تباہ کرے گا جو اس کی اپنی بقا کے لیے ناگزیر ہیں۔

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾

"خشکی اور تری میں لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی کے سبب فساد ظاہر ہو گیا ہے، تاکہ اللہ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے، تاکہ وہ (باز) آ جائیں۔"[3]

مفسرِ قرآن امام فخر الدین الرازی اس آیت کی تفسیر میں کمالِ بصیرت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ آیتِ مبارکہ میں وارد لفظ "فساد" سے مراد محض انسانی گناہ اور نافرمانیاں نہیں ہیں، بلکہ زمین کی طبعی حالت کا بگڑ جانا، قحط کا آنا، وسائل کی کمی اور قدرتی آفات کا نزول ہے جو انسان کے ظالمانہ تصرفات اور حد سے بڑھی ہوئی حرص کا لازمی نتیجہ ہیں[4]۔ آج کا انسان فیکٹریوں کے دھویں، جنگلات کی کٹائی اور زہریلی گیسوں کے اخراج کے ذریعے زمین پر اسی فساد کو پھیلا رہا ہے جس کی طرف قرآن نے اشارہ کیا تھا۔ حکیم الامت علامہ محمد اقبال نے جدید انسان کی اس مادی ہوس اور فطرت سے دوری پر گہری چوٹ کی ہے۔ ان کا کلام اس مشینی تہذیب کی بے حسی کو عیاں کرتا ہے:

ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت
احساسِ مروّت کو کچل دیتے ہیں آلات[5]

اس مادی فلسفے نے انسان کی نظروں پر منافع خوری کی ایسی پٹی باندھ دی ہے کہ وہ اپنی آنے والی نسلوں کے لیے ایک سلگتی ہوئی اور آلودہ زمین چھوڑنے پر ذرا بھی شرمندہ نہیں ہے۔ جب انسان کا تعلق اپنے خالق سے کٹ جاتا ہے، تو کائنات کی ہر شے اس کے لیے محض ایک بکنے والی جنس بن جاتی ہے، جس کا انجام ماحولیاتی تباہی کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔

اسلامی اخلاقیاتِ ماحولیات

اسلامی ماحولیاتی اخلاقیات کسی وقتی ضرورت کے تحت وضع کیے گئے قوانین کا نام نہیں ہے۔ اس کی اساس ان بنیادی اور مستحکم ستونوں پر کھڑی ہے جو انسان کے کائنات کے ساتھ تعلق کو ایک الٰہیاتی اور بامقصد معنی عطا کرتے ہیں۔ یہ تصورات انسان کو اس کی حدود یاد دلاتے ہیں اور اسے کائنات کا ظالم حکمران بننے سے روک کر ایک شفیق محافظ بننے کی تلقین کرتے ہیں۔

تصورِ خلافت اور نیابتِ الٰہی کی ذمہ داریاں

شریعتِ اسلامیہ کی رو سے زمین اور اس کے تمام وسائل انسان کی ذاتی یا موروثی ملکیت نہیں ہیں۔ انسان اس کرۂ ارض پر محض ایک خلیفہ اور نمائندہ ہے۔ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو فرشتوں کے سامنے اس کا تعارف ایک ایسے وجود کے طور پر کرایا جو زمین میں منشائے الٰہی کی نیابت کرے گا۔

﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾

"اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں۔"[6]

خلیفہ ہونے کا تقاضا اور اس کی اصل روح یہ ہے کہ انسان زمین پر اپنی مرضی، اپنی ہوس اور اپنے نفس کے بنائے ہوئے اصولوں کو نافذ نہ کرے، بلکہ وہ اصل مالک (اللہ تعالیٰ) کے بتائے ہوئے احکامات کا پابند رہے۔ خلیفہ کو کسی صورت یہ حق حاصل نہیں ہوتا کہ وہ مالک کی عطا کردہ زمین کو آلودہ کرے یا اس کے نباتات اور حیوانات کو بے دردی سے تباہ کرے۔ معروف محقق اور محدث علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں کہ خلیفہ در حقیقت زمین کا رکھوالا اور اس کی آبادی کا ضامن ہے۔ اگر وہ زمین کو آباد کرنے (اعمارِ ارض) کی بجائے اپنے مفادات کے لیے اسے تباہ کرنے لگے، تو وہ نیابت کے مقدس منصب سے گر کر ایک مجرم کی صف میں کھڑا ہو جاتا ہے جس سے قیامت کے دن کڑی باز پرس ہو گی[7]۔

امانت اور کائنات کی حرمت کا تحفظ

کرۂ ارض اور اس کے تمام ماحولیاتی وسائل انسان کے پاس اللہ کی طرف سے دی گئی ایک مقدس امانت ہیں۔ جدید سرمایہ دارانہ نظام فطرت کو ایک مردہ اور بے جان شے سمجھتا ہے جسے مرضی کے مطابق توڑا اور مروڑا جا سکتا ہے۔ اسلام کی نظر میں کائنات کا ذرہ ذرہ ذکرِ الٰہی میں مشغول ہے۔ پہاڑ، درخت، سمندر، اور پرندے سب اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ ان کی ایک اپنی حرمت، اپنا تقدس اور اپنا وجودی مقام ہے۔ انسان نے زمین کو سنبھالنے کی یہ بھاری امانت خود اپنی مرضی سے اٹھائی ہے۔

﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ﴾

"بیشک ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا، تو انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے، اور انسان نے اسے اٹھا لیا۔"[8]

امانتِ ماحولیات کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ ہم آنے والی نسلوں کے لیے اس زمین کو اسی طرح پاک، صاف اور متوازن چھوڑ کر جائیں جس طرح اللہ نے اسے تخلیق کر کے ہمارے حوالے کیا تھا۔ بے دریغ جنگلات کو کاٹنا، دریاؤں کا رخ موڑ کر انہیں خشک کرنا، اور آبی ذخائر کو کارخانوں کے زہریلے کیمیکلز سے آلودہ کرنا اس الٰہی امانت میں بدترین خیانت ہے۔ کائنات کے ذرے ذرے کی تسبیح کو محسوس کرنے والے اہلِ دل اس سچائی کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی نے اس کائناتی شعور اور فطرت کے ساتھ انسان کے تعلق کو کمال خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار[9]

میزان کا قیام اور اس کی پاسداری

گلوبل وارمنگ دراصل اس عظیم کائناتی توازن کے بگڑنے کا نام ہے جسے قرآنی اصطلاح میں "میزان" کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فضا میں آکسیجن، کاربن ڈائی آکسائیڈ، حرارت، اور دیگر گیسوں کا ایک نہایت لطیف اور نپا تلا توازن قائم کیا تھا۔ یہ توازن زندگی کی بقا کے لیے ناگزیر ہے۔

IEER
Institute for Excellence in Education & Re

﴿وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ﴾

"اور اس نے آسمان کو بلند کیا اور اس نے ترازو (توازن) قائم کر دیا۔ تاکہ تم توازن میں حد سے تجاوز نہ کرو۔"[10]

امام ابن جریر الطبری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ نے کائنات کے ہر حصے اور ہر مخلوق کے درمیان عدل اور توازن رکھا ہے۔ انسان کو اس بات سے سختی سے منع کیا گیا ہے کہ وہ اپنے لالچ، خود غرضی اور مادی ہوس کی بنیاد پر اس توازن میں بگاڑ پیدا کرے[11]۔ گرین ہاؤس گیسز کا بے تحاشا اخراج، فوسل فیولز کا بے دریغ استعمال اور فضا کو کاربن سے بھر دینا دراصل اسی "میزان" میں بغاوت اور طغیانی ہے۔ اسی طغیانی کا نتیجہ آج عالمی حدت، موسمیاتی تبدیلیوں اور گلیشیئرز کے پگھلنے کی صورت میں پوری انسانیت کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔

قدرتی وسائل کا اسراف اور گلوبل وارمنگ

گلوبل وارمنگ کا سب سے بنیادی معاشی اور سماجی سبب بے پناہ صارفیت اور قدرتی وسائل کا اندھا دھند استعمال ہے۔ مادی معاشرے کی کامیابی اور ترقی کا معیار یہ بنا دیا گیا ہے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ غیر ضروری اشیاء خریدیں، انہیں استعمال کریں اور کوڑے کے ڈھیر میں پھینک دیں۔ اس رجحان نے فیکٹریوں کے پہیے کو تیز کیا ہے، توانائی کی کھپت میں ہوشربا اضافہ کیا ہے اور کاربن کے اخراج کو خطرناک حد تک بڑھا دیا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ کا معاشی اور اخلاقی ماڈل اسراف اور تبذیر کی مکمل بیخ کنی کرتا ہے۔ شریعت انسان کو میانہ روی اور اعتدال کا پابند بناتی ہے۔

﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾

"اور کھاؤ اور پیو اور حد سے تجاوز (اسراف) نہ کرو۔ بیشک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"[12]

قرآن نے فضول خرچی کرنے والوں اور وسائل کو ضائع کرنے والوں کو شیطان کے بھائی قرار دیا ہے۔ اسلام انسان کو سادگی اور کفایت شعاری کا درس دیتا ہے۔ پانی، جو کہ حیاتِ انسانی کی بنیادی اکائی ہے، اس کے استعمال میں بھی اعتدال کی ایسی حیرت انگیز مثالیں سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں ملتی ہیں جو آج کے ماحولیاتی ماہرین کے لیے بھی باعثِ حیرت ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا گزر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے ہوا جو وضو کر رہے تھے۔ پانی کے استعمال کو دیکھ کر آپ نے انہیں تنبیہ فرمائی۔

فَقَالَ: مَا هَذَا السَّرَفُ يَا سَعْدُ؟ قَالَ: أَفِي الْوُضُوءِ سَرَفٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَإِنْ كُنْتَ عَلَى نَهَرٍ جَارٍ

"آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے سعد! یہ کیسا اسراف ہے؟ انہوں نے عرض کیا: کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہاں، اگرچہ تم بہتی ہوئی نہر کے کنارے پر ہی کیوں نہ ہو۔"[13]

وضو جیسی خالص اور پاکیزہ عبادت میں بہتی نہر پر بھی پانی ضائع کرنے کی ممانعت یہ واضح کرتی ہے کہ اسلام نے ماحولیاتی وسائل کے تحفظ کو کس قدر گہری اخلاقی اور شرعی بنیاد فراہم کی ہے۔ اگر آج کا انسان اس نبوی ضابطے پر عمل پیرا ہو جائے، تو توانائی اور وسائل کے بے جا استعمال سے پیدا ہونے والی عالمی حدت پر نہایت آسانی سے قابو پایا جا سکتا ہے۔

نباتات اور حیوانات کا تحفظ

جدید سائنسی تحقیقات کے مطابق گلوبل وارمنگ کا ایک بہت بڑا سبب جنگلات کی کٹائی ہے۔ درخت فضا سے کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کر کے درجہ حرارت کو معتدل رکھنے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ اسلام نے شجرکاری کو محض ایک زرعی یا معاشی عمل نہیں بلکہ ایک عظیم صدقہ جاریہ اور عبادت کا درجہ دیا ہے۔ سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے درخت لگانے اور نباتات کی حفاظت کی جو ترغیب دی ہے، وہ قیامت تک کے لیے انسانیت کا سب سے بڑا ماحولیاتی چارٹر ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا، أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ، إِلا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ

"کوئی بھی مسلمان جو درخت لگاتا ہے یا کھیتی باڑی کرتا ہے، پھر اس میں سے کوئی پرندہ یا انسان یا جانور کھاتا ہے، تو وہ اس کے لیے صدقہ شمار ہوتا ہے۔"[14]

شجرکاری کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قیامت کی ہولناکیوں اور افراتفری کے وقت بھی اس عمل کو جاری رکھنے کی تلقین فرمائی۔ یہ انسانی تاریخ کی سب سے انوکھی اور ماحولیات دوست ہدایت ہے جو درختوں کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔

إِنْ قَامَتِ السَّاعَةُ وَفِي يَدِ أَحَدِكُمْ فَسِيلَةٌ، فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا تَقُومَ حَتَّى يَغْرِسَهَا فَلْيَغْرِسْهَا

"اگر قیامت قائم ہونے لگے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں پودا ہو، تو اگر وہ اس بات پر قادر ہو کہ قیامت قائم ہونے سے پہلے اسے بو دے گا، تو اسے ضرور بو دے۔"[15]

یہ حدیث ثابت کرتی ہے کہ زمین کی آبادکاری، اس کی ہریالی کا تحفظ اور درختوں کی پرداخت ایک مستقل شرعی فریضہ ہے۔ علاوہ ازیں، اسلام نے حیوانات کے حقوق اور ماحولیاتی تنوع کو برقرار رکھنے کے لیے باقاعدہ قوانین وضع کیے ہیں۔ عرب میں جانوروں کے بلاجواز شکار اور درخت کاٹنے پر پابندی کے لیے "حرم" اور "حمیٰ" (محفوظ ماحولیاتی زونز) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مدینہ منورہ اور اس کے اطراف کو حرم قرار دیا جہاں درخت کاٹنا اور جانوروں کو ہراساں کرنا ممنوع تھا۔ یہ اقدام دراصل عصرِ حاضر کے نیشنل پارکس اور وائلڈ لائف سنکچوریز کا اولین اور الہامی ماڈل تھا۔

صنعتی آلودگی کا سدباب اور آبی وسائل کا تقدس

گلوبل وارمنگ کا گہرا اور براہِ راست تعلق آلودگی سے ہے۔ جدید کارخانوں کا زہریلا فضلہ، پلاسٹک کا بے دریغ استعمال، اور فضا میں چھوڑی جانے والی مضر گیسیں ماحولیاتی موت کا سبب بن رہی ہیں۔ اسلام طہارت، پاکیزگی اور نفاست کا دین ہے۔ شریعت نے طہارت کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔ یہ طہارت صرف جسمانی اور انفرادی نہیں بلکہ ماحولیاتی اور اجتماعی بھی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پانی کے ذخائر اور عوامی راستوں کو آلودہ کرنے سے سختی سے منع فرمایا۔ آبی وسائل کی حفاظت کے حوالے سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَ: الْبَرَازَ فِي الْمَوَارِدِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ، وَالظِّلِّ

"تین لعنت کے کاموں سے بچو: پانی کے گھاٹوں، راستے کے بیچ، اور سائے کی جگہوں پر رفع حاجت (آلودگی پھیلانے) سے۔"[16]

سائے کی جگہیں دراصل درختوں کے نیچے آرام گاہیں ہوتی ہیں، اور پانی کے ذخائر کرۂ ارض کی لائف لائن ہیں۔ ان جگہوں پر گندگی اور آلودگی پھیلانے کو شرعاً لعنت کا سبب قرار دینا اس بات کی قوی دلیل ہے کہ اسلامی معاشرے میں ماحولیاتی آلودگی کو ایک سنگین سماجی اور شرعی جرم تسلیم کیا گیا ہے۔ جدید کارخانے جو اپنا زہریلا کیمیکل ندی نالوں میں بہا دیتے ہیں، اور سمندروں کی آبی حیات کو تباہ کرتے ہیں، وہ براہِ راست اس نبوی وعید کی زد میں آتے ہیں۔

فضائی اور صوتی آلودگی کا سدباب

جدید دور میں کاربن ڈائی آکسائیڈ، سلفر، اور دیگر گیسوں کے اخراج نے فضا کو زہر آلود کر دیا ہے۔ اگرچہ احادیث کے دور میں صنعتی فضائی آلودگی کا یہ تصور موجود نہیں تھا، لیکن شریعت کے عمومی قواعد ہوا اور فضا کو صاف رکھنے کا تقاضا کرتے ہیں۔ بدبو، دھوئیں اور تکلیف دہ چیزوں کو ہوا میں شامل کرنے کی ممانعت احادیث سے ثابت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کچا لہسن یا پیاز کھا کر مسجد میں آنے سے منع فرمایا تاکہ فرشتوں اور انسانوں کو بدبو سے تکلیف نہ ہو۔ جب ایک معمولی بدبو کو معاشرتی تکلیف قرار دیا گیا ہے، تو فیکٹریوں کے اس زہریلے دھوئیں کا کیا حکم ہوگا جو لاکھوں انسانوں کے پھیپھڑوں کو تباہ کر رہا ہے اور زمین کے درجہ حرارت کو بڑھا کر انسانیت کی بقا کے لیے خطرہ بن چکا ہے؟ یہ فضائی آلودگی شرعاً حرام اور قابلِ دست اندازیِ قانون ہے۔

مغربی فلسفہ ماحولیات بمقابلہ اسلام کا فلسفہ ماحولیات

گلوبل وارمنگ کے مسئلے پر جدید مغربی اور اسلامی نقطہ نظر کے درمیان ایک علمی اور فکری اتصادم موجود ہے۔ مغرب کا ماحولیاتی فلسفہ عموماً انسان مرکز ہے۔ اس کا ماننا ہے کہ ماحولیات کو اس لیے بچایا جائے تاکہ انسانیت کو مادی نقصانات، معاشی بحران اور سیلابوں سے محفوظ رکھا جا سکے ان کے نزدیک درخت، سمندر، اور جانوروں کی اپنی کوئی داخلی قدر نہیں ہے، بلکہ ان کی قدر صرف انسان کے لیے ان کی افادیت میں پوشیدہ ہے۔ مغربی مفکرین ماحولیاتی بحران کا حل محض ٹیکنالوجی کی تبدیلیوں (جیسے الیکٹرک گاڑیاں یا کاربن کیپچر) میں تلاش کرتے ہیں، جو کہ مسئلے کے روحانی پہلو کو یکسر نظر انداز کر دیتا ہے۔

اس کے برعکس، اسلامی ایکو تھیالوجی خدا مرکز ہے۔ اسلام میں کائنات کی ہر شے کا ایک اپنا تقدس اور حرمت ہے کیونکہ وہ اللہ کی مخلوق ہے اور اس کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ انسان اس کائنات کے بیچ میں ایک متواضع امین بن کر کھڑا ہے۔

﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ ۚ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ﴾

"ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے، اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو، لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔"[17]

جب ایک مسلمان اس عقیدے کے ساتھ درخت کو دیکھتا ہے کہ یہ ایک عبادت گزار ہستی ہے جو اپنے رب کے حضور سربسجود ہے، تو وہ اسے محض فرنیچر بنانے کے لیے نہیں کاٹتا۔ یہ مابعد الطبیعیاتی شعور انسان کو کائنات کا استحصال کرنے سے روکتا ہے۔ جدید سیکولر قانون انسان کو اس وقت تک آلودگی پھیلانے سے نہیں روک سکتا جب تک ریاست کا ڈنڈا یا جرمانے کا خوف موجود نہ ہو، لیکن اسلامی اخلاقیات تنہائی میں بھی انسان کو درخت کاٹنے اور پانی ضائع کرنے سے باز رکھتی ہیں، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ قدرتِ خداوندی کی امانت ہے اور اس کی بازپرس آخرت میں ہوگی۔

معاصر ماحولیاتی چیلنجز کا حل

دورِ حاضر کے پیچیدہ ماحولیاتی چیلنجز، جیسے گرین ہاؤس گیسز کا اخراج، اوزون کی تہہ کا خاتمہ، اور کیمیائی آلودگی، دورِ رسالت اور قرونِ اولیٰ کے فقہی منظر نامے میں موجود نہیں تھے۔ تاہم، شریعتِ اسلامیہ کے کلی قواعد اور مقاصد الشریعہ اتنے جامع اور لچکدار ہیں کہ وہ ہر دور کے مسائل کا حل فراہم کرتے ہیں۔

قاعدہ "لاضرر ولاضرار"

اسلامی فقہ کا ایک بنیادی اور عظیم قاعدہ ہے جو معاشرتی اور ماحولیاتی تحفظ کی اساس فراہم کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ

"نہ ابتداءً کسی کو نقصان پہنچانا جائز ہے اور نہ نقصان کے بدلے میں نقصان دینا۔"[18]

معاصر فقہائے کرام اس حدیث کی روشنی میں واضح کرتے ہیں کہ کوئی بھی ایسا کارخانہ یا صنعتی عمل جو فضا میں زہریلی گیسیں خارج کرتا ہے اور جس کے نتیجے میں کرۂ ارض کا درجہ حرارت بڑھتا ہے، وہ صریحاً "ضرر" ہے۔ اسلامی ریاست کو یہ حق اور فرض حاصل ہے کہ وہ اس فقہی اصول کے تحت ایسے کارخانوں پر پابندی لگائے، ان پر کاربن ٹیکس عائد کرے یا انہیں متبادل صاف توانائی کی طرف منتقل کرنے پر مجبور کرے۔ علامہ ابن نجیم حنفی فرماتے ہیں کہ فرد کا وہ فعل سختی سے روکا جائے گا جس سے عامۃ المسلمین کو نقصان پہنچتا ہو یا جس سے معاشرے کا مشترکہ مفاد خطرے میں پڑتا ہو[19]۔

المصلحۃ المرسلہ

علمِ اصولِ فقہ میں "المصلحۃ المرسلہ" کا تصور ریاست کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ عوامی مفاد کے تحفظ کے لیے ایسے قوانین بنائے جن کی صراحت قرآن و سنت میں موجود نہ ہو، بشرطیکہ وہ شریعت کے مقاصد کے خلاف نہ ہوں۔ مقاصدِ شریعہ (حفظِ دین، حفظِ جان، حفظِ عقل، حفظِ نسل اور حفظِ مال) کی تکمیل ایک صاف اور متوازن ماحول کے بغیر ناممکن ہے۔

گرمی کی شدت اور موسمیاتی تغیرات سے انسانوں اور جانوروں کی جانیں جا رہی ہیں جو کہ حفظِ جان کو خطرہ ہے۔ سیلابوں اور طوفانوں سے املاک تباہ ہو رہی ہیں جو کہ حفظِ مال کو خطرہ ہے۔ لہٰذا، ریاست کے لیے ماحول دوست پالیسیاں بنانا، پلاسٹک کے استعمال پر پابندی عائد کرنا اور جنگلات کے تحفظ کے لیے سخت قانون سازی کرنا عین مقاصدِ شریعہ کا تقاضا ہے۔ امام شاطبی نے اپنی مایہ ناز تصنیف میں واضح کیا ہے کہ شریعت کا مقصد وحید بندوں کے مصالح کا تحفظ اور ان سے مفاسد کو دور کرنا ہے[20]۔

سد الذرائع اور ماحولیاتی انحطاط سے بچاؤ

اسلامی فقہ کا ایک اور اہم قاعدہ "سد الذرائع" ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مباح (جائز) ذرائع یا کام جو کسی بڑے گناہ یا نقصان کا سبب بنتے ہوں، انہیں بھی روک دیا جائے گا۔ آج کی دنیا میں بعض صنعتیں اور مادی اشیاء کا استعمال بظاہر مباح ہے، لیکن ان کا حتمی نتیجہ گلوبل وارمنگ کی صورت میں کرۂ ارض کی تباہی ہے۔ لہٰذا، سد الذرائع کے اصول کو لاگو کرتے ہوئے ایسی ٹیکنالوجی اور صنعتی طریقوں کی حوصلہ شکنی کی جانی چاہیے جو ماحول کے لیے خطرہ ہوں۔ ریاست کو ماحول دوست متبادلات کی فراہمی پر سرمایہ کاری کرنی چاہیے۔

نتائج بحث

اس تحقیقی اور تنقیدی مطالعے کے بعد درج ذیل نتائج روزِ روشن کی طرح عیاں ہو کر سامنے آتے ہیں:

- گلوبل وارمنگ کا بحران بنیادی طور پر جدید انسان کے مادی اور استحصالی رویوں کا نتیجہ ہے، جس نے فطرت کو ایک مقدس امانت سمجھنے کے بجائے محض معاشی منفعت کی جنس تسلیم کر لیا ہے۔
- شریعتِ اسلامیہ کائنات کے ساتھ انسان کے تعلق کو نیابت و خلافت کے مابعد الطبیعیاتی اصول پر استوار کرتی ہے، جس میں وسائل کا محتاط استعمال اور زمین کے توازن کا تحفظ انسان پر فرض ہے۔
- اسلام میں شجر کاری، آبی ذخائر کا تحفظ اور حیوانات سے حسنِ سلوک محض سماجی خدمات نہیں ہیں، بلکہ یہ کارِ ثواب اور صدقہِ جاریہ کے اعلیٰ ترین درجات میں شامل ہیں۔
- قرآنی احکامات کی روشنی میں قدرتی وسائل کا اسراف اور تباہ کن صارفیت شیطانی عمل ہے، جو موجودہ کاربن کے اخراج اور عالمی حدت کا سب سے بڑا محرک ہے۔
- فقہِ اسلامی کے مسلمہ قواعد، بالخصوص "لاضرر ولاضرار" اور "مصلحتِ مرسلہ"، ریاست کو یہ حق اور اختیار دیتے ہیں کہ وہ ماحولیاتی آلودگی پھیلانے والے صنعتی اداروں پر سخت پابندیاں عائد کرے۔
- مغربی ماحولیاتی فلسفہ انسان مرکز اور مادی ہے، جب کہ اسلامی ایکو تھیالوجی خدا مرکز ہے، جو ماحولیات کے تحفظ کو روحانیت اور آخرت کی جوابدہی سے مربوط کرتی ہے۔

سفارشات وتجاویز

مقالے کے حاصل شدہ نتائج اور عصرِ حاضر کے شدید ماحولیاتی چیلنجز کی روشنی میں، گلوبل وارمنگ کے سدباب کے لیے درج ذیل عملی اور تزویراتی سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

- نصابِ تعلیم میں پرائمری سے لے کر جامعاتی سطح تک "اسلامی ماحولیاتی اخلاقیات" کا موضوع لازمی شامل کیا جائے تاکہ نئی نسل میں ماحول کے تحفظ کا شعور ایمانی بنیادوں پر بیدار ہو۔
- مساجد کے ائمہ اور خطباء کو چاہیے کہ وہ جمعہ کے خطبات میں پانی کے اسراف، صفائی ستھرائی اور درخت لگانے کی اہمیت کو قرآن وسنت کے ٹھوس حوالوں سے اجاگر کریں۔
- مسلم حکومتیں ماحولیاتی پالیسیوں کی تشکیل میں فقہی مقاصدِ شریعہ کو بنیاد بنائیں اور آلودگی پھیلانے والی صنعتوں پر سخت تعزیری قوانین اور "کاربن ٹیکس" کا نفاذ عمل میں لائیں۔
- مدارس اور عصری جامعات کے مابین اشتراک پیدا کیا جائے تاکہ جدید ماحولیاتی سائنس اور اسلامی فقہ کے ادغام سے نئے درپیش ماحولیاتی چیلنجز پر جدید فتاویٰ مرتب کیے جا سکیں۔
- ریاستی اور عوامی سطح پر شجرکاری مہمات کو "صدقہِ جاریہ" کے عنوان سے منظم کیا جائے اور ہر شہری کو قومی سطح پر کم از کم ایک درخت لگانے اور پالنے کا پابند بنایا جائے۔
- اوقاف کے نظام کو از سرِ نو متحرک کیا جائے، اور متمول افراد کو ترغیب دی جائے کہ وہ اپنے اموال کا کچھ حصہ جنگلات کے تحفظ اور صاف توانائی کے منصوبوں کے لیے وقف کریں۔
- میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے سادگی، کفایت شعاری اور میانہ روی کی اسلامی اقدار کی ترویج کی جائے تاکہ معاشرے سے مادہ پرستی اور وسائل کے بے جا ضیاع کے رجحانات کا خاتمہ ہو سکے۔

IEER Institute for Excellence in Education & Research

ISSN: 3006-5291 3006-5283 Volume 4, Issue 3, 2026

حوالہ جات

[1] Al-A'raf 7:56

[2] Nasr, Seyyed Hossein, Man and Nature: The Spiritual Crisis of Modern Man (Chicago: Kazi Publications, 1997), 18

[3] الروم، 41:30

[4] الرازی، فخر الدین محمد بن عمر، مفاتیح الغیب (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1420ھ)، جلد 25، صفحہ 106

[5] اقبال، محمد، بالِ جبریل (لاہور: مکتبہ جمال، 2004ء)، صفحہ 132

[6] البقرہ، 30:2

[7] العینی، بدر الدین محمود بن احمد، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (بیروت: دار احیاء التراث العربی، بے تاریخ)، جلد 12، صفحہ 184

[8] الاحزاب، 72:33

[9] شیرازی، مصلح الدین سعدی، گلستانِ سعدی (تہران: انتشاراتِ ققنوس، 1381ھ)، صفحہ 45

[10] الرحمٰن، 55:7-8

[11] الطبری، ابو جعفر محمد بن جریر، جامع البیان عن تأویل آی القرآن (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2000ء)، جلد 23، صفحہ 30

[12] الاعراف، 31:7

[13] ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1975ء)، جلد 1، صفحہ 147، کتاب الطہارۃ وسننہا، باب ما جاء فی القصد فی الوضوء، حدیث: 425

[14] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، جلد 3، صفحہ 119، کتاب المزارعۃ، باب فضل الزرع والغرس إذا اکل منہ، حدیث: 2320

[15] احمد بن حنبل، مسند احمد (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2001ء)، جلد 20، صفحہ 296، حدیث: 12902

[16] ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1975ء)، جلد 1، صفحہ 118، کتاب الطہارۃ، باب النہی عن التخلی فی الموارد، حدیث: 328

[17] الإسراء، 44:17

[18] ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1975ء)، جلد 2، صفحہ 784، کتاب الاحکام، باب من بنی فی حقہ ما یضر بجارہ، حدیث: 2340

[19] ابن نجیم، زین العابدین، الأشباہ والنظائر (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1999ء)، صفحہ 85

[20] الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات فی اصول الشریعۃ (قاہرہ: دار ابن عفان، 1997ء)، جلد 2، صفحہ 17

IEER Institute for Excellence in Education & Research